

ویکیپیڈیا
آزاد دائرۃ المعارف

سید امیر علی شاہ بن سید حیدر شاہ

https://ur.wikipedia.org/s/1mv5p

سیدامیر علی شاہؒ بن سید حیدر شاہؒ سید امیر علی شاہؒ بن سید حیدر شاہؒ ساداتِ نقوی بخاری خاندان کی اُن اہم اور مرکزی شخصیات میں شمار ہوتے ہیں جن سے آلِ امیر کا نسبتاً زیادہ مستند، مفصل اور محفوظ تاریخی و خاندانی تسلسل واضح صورت میں سامنے آتا ہے۔ خاندانی روایات، شجراتِ نسب اور زبانی بیانات کے مطابق آپ مغلیہ سلطنت کے زوال پزیر دور میں ایک صاحبِ علم، صاحبِ روحانیت اور شاہی طبیب کے طور پر معروف رہے۔ آپ کی شخصیت سے متعلق مختلف تاریخی، روحانی اور نسبی روایات برصغیر کے مختلف علاقوں خصوصاً آگرہ، فیروزآباد، لاہور، لکھنؤ اور سندھ سے منسلک پائی جاتی ہیں۔ آپ کی نسل بالخصوص سید شاکر علی شاہؒ فیروزآبادی کے ذریعے آگے بڑھی، جس سے بعد کی نسلوں میں روحانی، علمی، صوفیانہ اور نسبی روایت مسلسل محفوظ رہی۔ خاندانی روایات کے مطابق آپ اور آپ کی نسل کا تعلق اہلِ بیتِ اطہارؑ سے والہانہ محبت، تصوف، سلسلۂ جلالیہ، چشتیہ، قادریہ، ذہبیہ اور کبرویہ کی روحانی روایتوں سے بھی بیان کیا جاتا ہے۔

سید امیر علی شاہؒ کے چار صاحبزادوں کے نام خاندانی شجروں اور روایات میں ملتے ہیں ان میں سید بابا درویشؒ (لاولد)، سید علیؒ (لاولد)، سید شاکر علی شاہؒ فیروزآبادی اور سید ذاکر علی شاہؒ فیروزآبادی شامل تھے ان میں سے بعض کے بارے میں یہ صراحت ملتی ہے کہ ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی، جبکہ بعض کی نسل کے بارے میں مختلف روایات پائی جاتی ہیں خاندانی روایات میں سید ذاکر علی شاہؒ فیروزآبادی کی اولاد کے جاری رہنے کا دعویٰ تو ملتا ہے، مگر اس نسل کی واضح تفصیل، شجرہ یا مستند تاریخی ریکارڈ محفوظ نہیں رہ سکا یہ امکان ظاہر کیا جاتا ہے کہ ان کی نسل آج بھی فیروزآباد ہی میں آباد ہو یا پھر کسی اور علاقے کی طرف ہجرت کر چکی ہو، تاہم اس بارے میں کوئی قطعی اور مستند معلومات دستیاب نہیں ہیں تاریخی شواہد کے مطابق، آپ کی نسلِ پاک صرف ایک ہی زوجۂ مطہرہ سے چلی ہے، جبکہ دیگر ازواج سے اولاد کا کوئی ثبوت دستِ یاب نہیں ہے۔ اس کے برعکس، جو نسل سب سے زیادہ مستند، ثابت شدہ اور تسلسل کے ساتھ محفوظ چلی آ رہی ہے، وہ سید شاکر علی شاہؒ فیروزآبادی سے منسوب ہے خاندانی شجروں اور زبانی روایات کے مطابق سید شاکر علی شاہؒ کے ایک صاحبزادے سید عاشق علیؒ تھے، جن کے ذریعے اس شاخ کا نسلی تسلسل آگے بڑھا ان کے علاوہ سید شاکر علی شاہؒ کی بیٹیوں کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں، جن میں تعداد کہیں تین، کہیں چار اور ایک بیان کی گئی ہے، تاہم بیٹیوں کی تعداد کے بارے میں قطعی اتفاق موجود نہیں۔ یوں مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ سید امیر علی شاہؒ کی اولاد میں سے نسلی تسلسل کے اعتبار سے جو شاخ تاریخی طور پر زیادہ مضبوط، محفوظ اور قابلِ اعتماد ہے، وہ سید شاکر علی شاہؒ فیروزآبادی کی نسل ہے، جبکہ دیگر صاحبزادوں کی اولاد کے بارے میں معلومات یا تو دستیاب نہیں رہیں یا پھر وقت کے ساتھ غیر واضح ہو گئی ہیں ہم ان کی نسل کے جاری رہنے سے انکار نہیں کرتے، البتہ ہمارے پاس ان کی نسل کے بارے میں مستند معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ سید امیر علی شاہؒ جدِ آلِ امیر سید امیر علی شاہؒ وہ بزرگ ہیں جن سے آلِ امیر کا نسبتاً زیادہ مستند، مفصل اور محفوظ تاریخی و خاندانی ذکر شروع ہوتا ہے۔ اگرچہ ان سے پہلے کی کئی نسلوں کے نام شجروں اور زبانی روایات میں محفوظ ہیں، مگر ان کی مکمل تاریخی تفصیلات قلم بند نہیں ہو سکیں۔ اس کے برعکس، سید امیر علی شاہؒ کے بعد خاندان کی تاریخ، شجرہ اور روایات زیادہ واضح اور مربوط صورت میں سامنے آتی ہیں، اسی لیے انھیں آلِ امیر کی تاریخ میں ایک مرکزی اور فیصلہ کن مقام حاصل ہے، جبکہ ان کے بھائی ضامن شاہؒ، سید وزیر علی شاہؒ اور سید سردار علی شاہؒ کی نسلیں بھی الگ الگ شاخوں کی صورت میں آگے بڑھیں یہ بات علمی دیانت کے ساتھ بیان کرنا ضروری ہے کہ سید جلال الدین حیدرؒ کے بعد کی بعض درمیانی نسلوں کے حالات تفصیل کے ساتھ محفوظ نہیں رہ سکے لاہور اور اس کے اطراف میں ابتدائی نسلوں کی موجودگی کے بعض دعوے ضرور ملتے ہیں، مگر ان کے پاس بھی مکمل تحریری تاریخی شواہد موجود نہیں اس کے باوجود یہ تمام نام خاندانی شجروں اور زبانی روایات میں احترام کے ساتھ محفوظ چلے آتے ہیں، یہ سلسلہ بالآخر شاکر علی شاہؒ بن سید امیر علی شاہؒ کے صاحبزادے سید عاشق علی شاہؒ تک اور پھر اُن کے فرزند شہید سید نفیس علی شاہؒ کے ذریعے سید امجد علی شاہؒ، سید حفیظ علی شاہؒ اور سید محبت علی شاہؒ تک جاری رہتا ہے۔ یہ تمام بزرگانِ دین، علم و عرفان کے روشن مینار اور تصوف و روحانیت کے علمبردار رہے ہیں۔ ان کی تعلیمات میں محبتِ اہل بیتؑ، ولایتِ علیؑ اور امامیہ فکر کی جھلک نمایاں طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔ انھوں نے امت میں وحدت، معرفت اور عشقِ محمد و آلِ محمدؐ کو فروغ دیا۔ ان تمام جلیل القدر بزرگوں کی تفصیلی سوانح، کرامات اور روحانی مقامات تصوف، اثنا عشری تشیع، سادات کے انساب اور دیگر تاریخی و روحانی کتب میں دستیاب ہیں۔ آپ کے زمانے، اُس دور کے پنجاب، سندھ اور اتر پردیش کے اکثر علاقوں کے مذہبی ماحول اور آپ کی اولاد و نسل میں قائم طریقۂ کار اور دو طرفہ روایتوں سے یہ امر واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا تعلق سلسلۂ ذہبیہ یا سلسلۂ کبرویہ سے تھا تاریخی و نسبی شواہد سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نقوی بخاری سادات کی فکری و روحانی وابستگی ابتدا ہی سے اہلِ بیتِ اطہارؑ، ائمۂ اثنا عشرؑ اور واقعۂ کربلا کے اصولی تصورِ امامت سے گہری رہی ہے اگرچہ مختلف ادوار میں سیاسی دباؤ، سماجی حالات اور فقہی غلبے کے باعث ان میں سے بعض نے خود کو سنی یا صوفی شناخت کے تحت ظاہر کیا، تاہم ان کی داخلی اعتقادی ساخت، اہلِ بیتؑ سے ولائی نسبت، عزاداری اور امامی فکر سے وابستگی میں بنیادی فرق پیدا نہیں ہوا۔ اختلاف زیادہ تر ظاہری اظہار اور رسومات کی سطح پر رہا، نہ کہ اصولِ اہلِ بیتؑ سے انحراف کی صورت میں۔ خاندانِ ساداتِ سید امیر علی شاہؒ ایک پوشیدہ، روحانی اور نسبی ورثے کا امین ہے جو مغلیہ دور کے آخری عہد کی طبی و روحانی خدمات، تقیہ، تصوف اور اہلِ بیتؑ سے والہانہ محبت کی بنیاد پر نسل در نسل منتقل ہوا سید امیر علیؒ مغلیہ سلطنت کے زوال پزیر دور (تقریباً اٹھارویں صدی کے اواخر تا انیسویں صدی کے اوائل) میں ایک شاہی طبیب کے طور پر معروف رہے خاندانی روایت کے مطابق آگرہ میں مہتاب باغ کے قریب ایک قطعۂ زمین سے ان کی نسبت بیان کی جاتی ہے، جہاں بعد کے زمانوں میں کالی سندلی مسجد قائم رہی تاہم تاریخی قرائن کی رو سے زیادہ قرینِ قیاس یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقام بطورِ تولیت، نگرانی یا محدود حقِ تصرف ان سے منسلک رہا ہو، نہ کہ قطعی اور مستقل جاگیر کے طور پر عطا ہوا ہو جبکہ خاندانی روایت میں یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ سید امیر علیؒ کے تصرف میں دیگر اراضیات بھی تھیں، جن میں سے ایک مقام پر ایک چھوٹی مسجد قائم تھی اس جگہ کی درست تعیین آج ممکن نہیں، تاہم بیانات کے مطابق وہاں غیر معمولی واقعات اور جنّات سے متعلق قصے منسوب کیے جاتے رہے اور کہا جاتا تھا کہ اس مقام پر صرف اسی خانوادے کے افراد کی آمد کو قبول کیا جاتا تھا۔ ان کے بعد نسل میں سید شاکر علیؒ صوفی بزرگ کے طور پر نمایاں ہوئے، جن کا سلسلۂ ذہبیہ یا سلسلۂ کبرویہ چشتیہ اور جلالیہ سلسلوں کے بزرگوں میں شمار کیا جاتا ہے خاندانی روایات کے مطابق آپ کسی روحانی سلسلے کے خلیفہ بھی رہے آپ نے اہلِ بیت علیہم السلام کی فقہی و اعتقادی روایت کو بنیاد بناتے ہوئے طریقت و تصوف کا راستہ اختیار کیا، مگر اپنے اصولی مکتب سے انحراف نہیں کیا فیروزآباد میں آپ کی موجودگی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خاندان کا مرکز عملی طور پر وہاں منتقل ہوا آپ کی تعلیمات میں اہلِ بیت اطہارؑ کی نسبت نمایاں تھی اور آپ کا رجحان اثنا عشری فکر کی طرف بیان کیا جاتا ہے بعض میں ملتا ہے کہ آپ سے

روحانی مسائل میں رجوع کیا جاتا تھا اور آپ کے اقوال و افکار میں معرفت و ولایت کی جھلک محسوس کی جاتی تھی۔ سید امیر علیؒ کی زندگی کے بعض پہلو مکمل دستاویزی صورت میں محفوظ نہیں، تاہم نسلی تسلسل، روایت اور زمانی مطابقت کے اعتبار سے ان کی شخصیت ایک ایسے بزرگ طبیب کی صورت میں سامنے آتی ہے جو مغلیہ سلطنت کے آخری دور میں علمی و روحانی خدمات سے وابستہ رہے اور جن کی نسبت اہلِ بیتؑ سے جڑی ہوئی سمجھی جاتی ہے۔ ان کے بعد خاندان نے فرقہ وارانہ مظالم کی وجہ سے آگرہ، فیروزآباد سے ہجرت کی، جس میں سید محبت علیؒ اور سید حفیظ علیؒ کی جانیں بمشکل بچ سکیں۔ ان کی اولاد سندھ، پاکستان میں آ کر آباد ہوئی چند سال گزرنے کے بعد دونوں بھائیوں نے سلسلۂ قادریہ میں بیعت کی اور اس بیعتِ تصوف کے ذریعے آپ کا شجرۂ طریقت حضرت شیخُ الاسلام سید عبد القادر جیلانیؒ غوثِ پاک سے جا ملا، یوں آپ دونوں کی بیعت کا سلسلۂ طریقت انہی تک پہنچتا ہے۔ 1990 کے قریب شجرہ نسب کا ایک حصہ چوری ہو گیا جو سب سے قدیم نسخہ تھا، مگر اس کی چند عربی و فارسی کی تحریریں اور دیگر نقلیں جو اردو میں منتقل ہو چکی تھیں وہ باقی رہیں لیکن سید محبت علی نے 1947 وقت ہجرت ہی اپنے مشاجرات اُوچ شریف میں جمع کروا دیے تھے، جب آپ علاج کے سلسلے میں لاہور گئے تو وہاں بھی نسب کی معلومات لکھوا کر جمع کرائی اور سید نیاز علی کو بتایا کہ ہمارے لوگ یہاں آباد ہیں جن کا علم ان کے بیٹوں کو بھی تھا سید محبت علیؒ کے ہاتھ سے لکھوا کر اُوچ شریف میں جمع کرایا گیا دربار کے سجادہ نشین خانوادۂ ساداتِ نقوی البخاری کو پہچان گئے بعد ازاں سید محبت علیؒ کی نسل سے تعلق قائم رہا اور اُوچ شریف کی قائم روایت کے مطابق بعد میں پیدا ہونے والی نسل کی بھی تصدیق کی جاتی رہی ہے شجرے کی اور ماہرینِ نسب کی تحقیق، خاندان کے تمام بزرگ، سجادہ نشین اور گواہان، جیسا کہ اُوچ شریف کے قدیم و محفوظ ریکارڈ سے بھی تصدیق ہوتی ہے اور یہی موقف نسل در نسل تسلیم کیا جاتا رہا ہے سیّد امیر علی شاہ کے صاحبزادے، سیّد شاکر علی نے تصوف پر بے انتہا بڑھ چڑھ کر کام کیا۔ جبکہ سیّد شکر علی کا تعلق سلسلۂ جلالیہ سے زیادہ تھا اور بعد میں سلسلۂ چشتیہ سے بھی آپ دونوں سلسلوں سے خلیفہ تھے فیروزآباد میں، مگر آپ کا جھکاؤ سلسلۂ جلالیہ کی طرف زیادہ تھا، جس کی وجہ آپ کے اثنا عشری کے قریب عقائد تھے۔ سیّد نیاز علی ابتدا میں زبانی روایت کے مطابق یہ مانتے تھے کہ ان کا نسب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملتا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے بچپن میں عربی اور فارسی میں قدیم شجرہ پڑھا تھا، جس میں جلال الدین سرخ پوش بخاری بن علی المیدی بن جعفر بن محمد بن محمود بن احمد بن عبد اللہ بن علی بن امام جعفر صادق کے نام درج تھے تاہم، ان کے حافظے میں کچھ تفصیلات نہیں تھیں اور نام کے حوالے سے ان سے ایک جگہ غلطی ہو گئی، حالانکہ دراصل وہ علی بن جعفر ثانی کی نسل سے تھے بعد میں جب شجرے کو دوبارہ کھولا گیا اور نسخے پڑھے گئے تو یہ واضح ہوا کہ اصل میں علی بن جعفر ثانی تھے اور سیّد جلال الدین سرخ پوش بخاریؒ درحقیقت نقوی سادات میں سے تھے سیّد نیاز علی نے تسلیم کیا کہ بچپن میں پڑھائی یا بڑھاپے میں حافظے کی کمزوری کی وجہ سے یہ غلط فہمی ہوئی یہ مسئلہ عام طور پر ہندوستان میں آباد بخاری سادات میں پایا گیا، کیونکہ شجرے کی حفاظت، ناموں کی تکرار، زبانی روایت اور تعلیم کی کمی نے غلط فہمیاں جنم دی تھیں۔

ایک نہایت معزز اور معتبر شخصیت خاندان کے نہایت قریبی، حضرت خادم الفقراء و المساکین، مخدوم حامد محمد نوبہار خامس المعروف مخدوم سید سلطان جہانیاں نقوی بخاری سجادہ نشین دربار عالیہ جلالیہ اوچ شریف حضرت سید جلال الدین حیدر سرخ پوش بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مورث اعلیٰ سادات نقوی بخاری برصغیر پاک و ہند اور دربارِ عالیہ جلالیہ کے ماہرُ الانساب و شجرہ نویس اس بات پر متفق ہیں کہ یہ خاندان کا نسب مکمل اور درست ہے جو تقسیمِ ہند کے وقت، ہجرت کرنے والے سادات نے اس کا ریکارڈ جمع کرایا اور تمام خاندان کا ریکارڈ درست ہے، جس کی صرف تصدیق کی گئی ہے چونکہ یہ خاندان چھ سات نسلوں تک ہندوستان میں آباد رہا، اس لیے ہندوستان سے بھی مستند تحقیق اور ریکارڈ حاصل کیا گیا پھر ایک نہایت معزز اور معتبر شخصیت حضرت پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، سیادت مآب، چیف آف ساداتِ ہندوستان، سید ناصرالدین نقوی مودودی ہاشمی چشتی حسنی حسینی، سجادہ نشین آستانہ عالیہ جھالرہ شریف، اجمیر، راجستھان اور ان کے خلیفہ و خادمِ آستانہ، سید غیاث الدین نعیم کے مطابق اس سادات خاندان کا ریکارڈ ہمارے پاس بھی موجود ہے سید محبت علی بن سید نفیس علی بخاری کے بیٹے سید امید علی اور ان کی ایک بہن تک اور حاجی سید حفیظ علی بن سید نفیس علی بخاری اور ان کے ایک بیٹے سید قمر علی تک کا ریکارڈ اس طرح موجود ہے نیز سید امجد علی کا ریکارڈ بھی موجود ہے اور سب ان میں سے اکثر کا تعلق تشیع سے تھا بعد ازاں پاکستان آ کر بڑے بھائی سید امجد علی، جن کی والدہ سید نفیس علی کی پہلی بیوی تھیں اور ان سے صرف سات بیٹیاں پیدا ہوئیں، نہ کہ کوئی بیٹا شجرہ نویسی میں پیدا ہونے والے مسائل اور شبہات کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ تصوف کے غلبے نے نسبی علم و تحقیق کو نظر انداز کر دیا، جس کے نتیجے میں شجرہ نویسی میں الجھاؤ اور ابہام پیدا ہو گئے۔

اگرچہ روایتی بیانات اور خاندان کی زبانی روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا دور 1700ء کے بعد سے 1850ء کے درمیان کا زمانہ ظاہر ہوتا ہے، لیکن بعض ایسے نام اور واقعات بھی ملتے ہیں جو اس سے پہلے کے ادوار سے تعلق رکھتے ہیں اس تضاد کا ایک ممکنہ سبب یہ ہو سکتا ہے کہ بعض روایات درحقیقت کسی بزرگ جد کی زندگی اور کارناموں سے وابستہ ہوں، جنھیں وقت کے ساتھ ساتھ سید امیر علیؒ کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہو ممکن ہے عوامی شعور میں ان کی شخصیت کو دانستہ طور پر پسِ منظر میں رکھا گیا ہو، جبکہ آپ مغل سلطنت کے خاص پوشیدہ کارندوں میں شمار ہوتے تھے، آپ کا عرب سے بھی کوئی خاص تعلق جڑا ہوا تھا، خاص کر کے ایران سے، اس تاریخی گمشدگی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جس دور میں وہ سرگرم تھے، اسی زمانے میں کالی سندلی مسجد اہلُ البیت کے عقائد کے طور پر جانی جاتی تھی، وقت گزرنے کے ساتھ مسجد صوفی روایتوں کے زیرِ اثر آ گئی اور بالآخر ایک سرکاری ادارے کے کنٹرول میں چلی گئی جن کی تاریخی موجودگی مسجد سے منسلک رہی کیونکہ سید امیر علی کی زندگی بہت زیادہ ہجرتوں میں گزری ہے، آپ کا کسی ایک جگہ مقیم ہوجانا ناممکن سا تھا، یاد رہے کہ یہ سید امیر علی نقوی البخاری ہیں، نہ کہ کوئی سید امیر علی تقسیمِ ہندوستان سے قبل کا کوئی سیاسی رہنما، یہ اکثر لوگ غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ چونکہ سید امیر علیؒ نے ایک پوشیدہ زندگی بسر کی، اس لیے ان کی اولاد کو بھی کئی نسلوں تک مخالفین کا سامنا رہا، جس کے باعث ان کے خانوادے نے وقتاً فوقتاً نقل مکانی کی یہی وجہ ہے کہ بعد کی نسلوں نے اپنی نسبت ظاہر کرتے ہوئے احتیاط برتی یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ صفوی باقیاتی گروہ اور سلطنتِ اودھ کے دار الحکومت لکھنؤ سے ان کے تعلقات تھے روایتاً کہا جاتا ہے ایک موقع پر مغل بادشاہ شاہ جہاں نے اپنی اہلیہ بی بی کاندھاری بیگم کی تدفین کے لیے وہ زمین منتخب کی جہاں ان کی قبر واقع ہے اسی مقام پر شاہ جہاں نے اپنی اہلیہ کو روحانی نسبت بخشنے کی غرض سے ایک مسجد تعمیر کروائی جو آج کالی سندلی مسجد کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اس مسجد کی تعمیر 1632ء میں ہوئی، اُس دور میں یہ علاقہ ایک مکمل مغل فوجی چھاؤنی کی حیثیت رکھتا تھا۔ بعد ازاں یہ مسجد اور اس سے متعلقہ زمین سادات بخاری کے اختیار میں آ گئی، ممکنہ طور پر یہ امر اس بنا پر ظاہر کیا جاتا ہے کہ بی بی کاندھاری بیگم ان کی ہم عقیدہ تھیں، جس کے باعث یہ انتظام عمل میں آیا بعد کے ادوار میں اس مسجد کو مغل افواج کی سہولت کے لیے تعمیر شدہ قرار دیا گیا، حالانکہ حقیقت میں یہ زمین سادات کی تھی اور مسجد بھی اسی تاریخی و روحانی تسلسل کا حصہ ہے اسی طرح فیروزآباد میں واقع ایک مسجد بھی اسی خاندان کے اختیار میں رہی، جو ساداتِ نقوی بخاری کی وہاں موجودگی اور مذہبی و سماجی اثر ورسوخ کی واضح مثال ہے۔ اس مسجد سے متعلق وقت کے ساتھ ساتھ جنّات کے معاملات، قصے اور کہانیاں بھی منسوب ہوتی چلی آئی ہیں، جو زیادہ تر عوامی روایات اور مقامی بیانیے کا حصہ سمجھی جاتی ہیں۔ 1700 سے 1800 کے درمیان صفوی خاندان (جو ایران میں حکومت کر رہا تھا) کا براہ راست ہندوستان میں کوئی خاص اثر و رسوخ نہیں تھا، کیونکہ صفوی سلطنت 1736 میں ختم ہو گئی تھی اور اس کے بعد قاجاری خاندان نے ایران میں حکمرانی شروع کی تاہم، اس دوران صفوی سلطنت کے اثرات اور تعلقات ہندوستان میں مختلف طریقوں سے موجود تھے، خاص طور پر ایرانی شیعہ کمیونٹیز اور صفوی حکومت کے زوال کے بعد ہندوستان میں پناہ گزین ہونے والے ایرانیوں کے ذریعے۔

اولاد

سید امیر علی شاہؒ کے چار صاحبزادوں کے نام خاندانی شجروں اور روایات میں ملتے ہیں ان میں سید بابا درویشؒ (لاولد)، سید علیؒ (لاولد)، سید شاکر علی شاہؒ فیروزآبادی اور سید ذاکر علی شاہؒ فیروزآبادی شامل تھے ان میں سے بعض کے بارے میں یہ صراحت ملتی ہے کہ ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی، جبکہ بعض کی نسل کے بارے میں مختلف روایات پائی جاتی ہیں خاندانی روایات میں سید ذاکر علی شاہؒ فیروزآبادی کی اولاد کے جاری رہنے کا دعویٰ تو ملتا ہے، مگر اس نسل کی واضح تفصیل، شجرہ یا مستند تاریخی ریکارڈ محفوظ نہیں رہ سکا یہ امکان ظاہر کیا جاتا ہے کہ ان کی نسل آج بھی فیروزآباد ہی میں آباد ہو یا پھر کسی اور علاقے کی طرف ہجرت کر چکی ہو، تاہم اس بارے میں کوئی قطعی اور مستند معلومات دستیاب نہیں ہیں تاریخی شواہد کے مطابق، آپ کی نسلِ پاک صرف ایک ہی زوجۂ مطہرہ سے چلی ہے، جبکہ دیگر ازواج سے اولاد کا کوئی ثبوت دستِ یاب نہیں ہے۔

اس کے برعکس، جو نسل سب سے زیادہ مستند، ثابت شدہ اور تسلسل کے ساتھ محفوظ چلی آ رہی ہے، وہ سید شاکر علی شاہؒ فیروزآبادی سے منسوب ہے خاندانی شجروں اور زبانی روایات کے مطابق سید شاکر علی شاہؒ کے ایک صاحبزادے سید عاشق علیؒ تھے، جن کے ذریعے اس شاخ کا نسلی تسلسل آگے بڑھا ان کے علاوہ سید شاکر علی شاہؒ کی بیٹیوں کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں، جن میں تعداد کہیں تین، کہیں چار اور ایک بیان کی گئی ہے، تاہم بیٹیوں کی تعداد کے بارے میں قطعی اتفاق موجود نہیں۔

یوں مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ سید امیر علی شاہؒ کی اولاد میں سے نسلی تسلسل کے اعتبار سے جو شاخ تاریخی طور پر زیادہ مضبوط، محفوظ اور قابلِ اعتماد ہے، وہ سید شاکر علی شاہؒ فیروزآبادی کی نسل ہے، جبکہ دیگر صاحبزادوں کی اولاد کے بارے میں معلومات یا تو دستیاب نہیں رہیں یا پھر وقت کے ساتھ غیر واضح ہو گئی ہیں ہم ان کی نسل کے جاری رہنے سے انکار نہیں کرتے، البتہ ہمارے پاس ان کی نسل کے بارے میں مستند معلومات دستیاب نہیں ہیں۔

جدِ آلِ امیر

سید امیر علی شاہؒ جدِ آلِ امیر سید امیر علی شاہؒ وہ بزرگ ہیں جن سے آلِ امیر کا نسبتاً زیادہ مستند، مفصل اور محفوظ تاریخی و خاندانی ذکر شروع ہوتا ہے۔ اگرچہ ان سے پہلے کی کئی نسلوں کے نام شجروں اور زبانی روایات میں محفوظ ہیں، مگر ان کی مکمل تاریخی تفصیلات قلم بند نہیں ہو سکیں۔ اس کے برعکس، سید امیر علی شاہؒ کے بعد خاندان کی تاریخ، شجرہ اور روایات زیادہ واضح اور مربوط صورت میں سامنے آتی ہیں، اسی لیے انھیں آلِ امیر کی تاریخ میں ایک مرکزی اور فیصلہ کن مقام حاصل ہے، جبکہ ان کے بھائی ضامن شاہؒ، سید وزیر علی شاہؒ اور سید سردار علی شاہؒ کی نسلیں بھی الگ الگ شاخوں کی صورت میں آگے بڑھیں یہ بات علمی دیانت کے ساتھ بیان کرنا ضروری ہے کہ سید جلال الدین حیدرؒ کے بعد کی بعض درمیانی نسلوں کے حالات تفصیل کے ساتھ محفوظ نہیں رہ سکے لاہور اور اس کے اطراف میں ابتدائی نسلوں کی موجودگی کے بعض دعوے ضرور ملتے ہیں، مگر ان کے پاس بھی مکمل تحریری تاریخی شواہد موجود نہیں اس کے باوجود یہ تمام نام خاندانی شجروں اور زبانی روایات میں احترام کے ساتھ محفوظ چلے آتے ہیں، یہ سلسلہ بالآخر شاکر علی شاہؒ بن سید امیر علی شاہؒ کے صاحبزادے سید عاشق علی شاہؒ تک اور پھر اُن کے فرزند شہید سید نفیس علی شاہؒ کے ذریعے سید امجد علی شاہؒ، سید حفیظ علی شاہؒ اور سید محبت علی شاہؒ تک جاری رہتا ہے۔

سید امیر علی شاہؒ

سید امیر علی شاہؒ بن سید حیدر شاہؒ ساداتِ نقوی بخاری خاندان کے اُن بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں جن سے آلِ امیر کا نسبتاً زیادہ مستند، مفصل اور محفوظ نسلی و تاریخی تسلسل واضح صورت میں سامنے آتا ہے۔ خاندانی روایات اور شجروں کے مطابق آپ کے چار صاحبزادے تھے: سید بابا درویشؒ، سید علیؒ، سید شاکر علی شاہؒ فیروزآبادی اور سید ذاکر علی شاہؒ فیروزآبادی۔ بعض صاحبزادوں کے بارے میں صراحت ملتی ہے کہ ان کی کوئی اولاد نہ ہوئی، جبکہ بعض کی نسل کے متعلق مختلف روایات پائی جاتی ہیں۔ تاہم خاندان کی سب سے زیادہ مستند، محفوظ اور مسلسل شاخ سید شاکر علی شاہؒ فیروزآبادی کے ذریعے آگے بڑھی، جس نے بعد کی نسلوں میں روحانی، نسبی اور تاریخی تسلسل کو برقرار رکھا۔

سید بابا درویشؒ

سید بابا درویشؒ، سید امیر علی شاہؒ کے صاحبزادوں میں شمار ہوتے ہیں۔ خاندانی روایات کے مطابق آپ نہایت درویش منش، عبادت گزار اور گوشہ نشین طبیعت کے حامل تھے۔ شجروں اور زبانی روایات میں آپ کے بارے میں یہ صراحت ملتی ہے کہ آپ لاولد تھے اور آپ کی نسل آگے نہیں بڑھی۔

سید علیؒ

سید علیؒ بھی سید امیر علی شاہؒ کے صاحبزادے تھے۔ خاندانی شجروں اور روایتوں کے مطابق آپ کے بارے میں بھی یہی ذکر ملتا ہے کہ آپ لاولد تھے۔ آپ کی زندگی کے تفصیلی حالات محفوظ نہیں رہ سکے، تاہم خاندان میں آپ کا ذکر احترام کے ساتھ موجود رہا ہے۔

سید ذاکر علی شاہؒ فیروزآبادی

سید ذاکر علی شاہؒ فیروزآبادی، سید امیر علی شاہؒ کے اُن صاحبزادوں میں شمار ہوتے ہیں جن کے متعلق خاندانی روایتوں میں نسل جاری رہنے کا ذکر موجود ہے۔ بعض بیانات کے مطابق آپ کی اولاد فیروزآباد یا اس کے اطراف میں آباد رہی، تاہم اس نسل کی واضح تفصیل، مستند شجرہ اور مکمل تاریخی ریکارڈ محفوظ نہیں رہ سکا۔ اسی وجہ سے ان کی نسل کے بارے میں قطعی معلومات دستیاب نہیں، البتہ خاندان ان کی نسل کے جاری رہنے کے امکان سے انکار نہیں کرتا۔

سید شاکر علی شاہؒ فیروزآبادی

سید شاکر علی شاہؒ فیروزآبادی، سید امیر علی شاہؒ کی سب سے زیادہ مستند اور محفوظ نسل کے مرکزی بزرگ سمجھے جاتے ہیں۔ خاندانی روایتوں کے مطابق آپ تصوف، روحانیت اور اہلِ بیتؑ سے والہانہ محبت کے حامل بزرگ تھے۔ آپ کا تعلق سلسلۂ جلالیہ، چشتیہ، ذہبیہ اور کبرویہ کی روحانی روایتوں سے بھی بیان کیا جاتا ہے۔ آپ فیروزآباد میں مقیم رہے، جہاں آپ کی روحانی خدمات، تعلیمات اور فیضان کا چرچا پایا جاتا تھا۔ روایتوں کے مطابق آپ کسی روحانی سلسلے کے خلیفہ بھی تھے۔ آپ کی تعلیمات میں ولایتِ اہلِ بیتؑ، محبتِ معصومینؑ، معرفت اور تصوف نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔

خاندانی شجروں کے مطابق سید شاکر علی شاہؒ کے ایک صاحبزادے سید عاشق علیؒ تھے، جن کے ذریعے خاندان کا نسلی تسلسل آگے بڑھا۔ آپ کی بیٹیوں کے متعلق مختلف روایات ملتی ہیں، جن میں تعداد تین، چار یا ایک بیان کی جاتی ہے، تاہم اس بارے میں قطعی اتفاق موجود نہیں۔

سید عاشق علیؒ

سید عاشق علیؒ بن سید شاکر علی شاہؒ خاندان کے اُن بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں جن کے ذریعے آلِ امیر کا نسلی تسلسل آگے بڑھا۔ خاندانی روایتوں کے مطابق آپ ایک متین، دینی اور باوقار شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کے فرزند سید نفیس علی شاہؒ تھے، جن کے ذریعے بعد کی نسلوں میں خاندان کی شناخت، ہجرت، روحانی وابستگی اور تاریخی تسلسل محفوظ رہا۔

سید نفیس علی شاہؒ

سید نفیس علی شاہؒ بن سید عاشق علیؒ آلِ امیر کے اُن اہم بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں جن کی نسل بعد میں برصغیر کی ہجرتوں اور تاریخی تبدیلیوں کے باوجود محفوظ رہی۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے: سید امجد علیؒ، حاجی سید حفیظ علیؒ اور سید محبت علیؒ۔ خاندانی روایتوں کے مطابق آپ کی نسل نے بعد میں آگرہ، فیروزآباد اور تقسیمِ ہند کے بعد سندھ، پاکستان میں سکونت اختیار کی۔

سید امجد علیؒ

سید امجد علیؒ، سید نفیس علی شاہؒ کے صاحبزادے تھے۔ خاندانی روایت کے مطابق آپ سید نفیس علی شاہؒ کی پہلی زوجہ سے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی نسل میں صرف بیٹیاں ہوئیں اور کوئی صاحبزادہ نہ تھا۔ آپ کا ذکر خاندان میں احترام کے ساتھ محفوظ ہے۔

حاجی سید حفیظ علیؒ

حاجی سید حفیظ علیؒ بن سید نفیس علی شاہؒ خاندان کے اہم بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ تقسیمِ ہند کے وقت آپ نے اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ پاکستان کی طرف ہجرت کی اور بعد میں سندھ میں سکونت اختیار کی۔ آپ دینی مزاج، تصوف سے وابستگی اور اہلِ بیتؑ سے محبت کے لیے معروف تھے۔ روایتوں کے مطابق بعد میں آپ اور آپ کے بھائی سید محبت علیؒ نے سلسلۂ قادریہ میں بیعت کی، جس کے ذریعے ان کا شجرۂ طریقت حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانیؒ سے جا ملتا ہے۔

خاندانی ریکارڈ کے مطابق حاجی سید حفیظ علیؒ کے ایک صاحبزادے سید قمر علی تھے، جن کا ذکر مستند شجرہ نویسی اور درگاہی ریکارڈ میں محفوظ پایا جاتا ہے۔

سید قمر علی

سید قمر علی، حاجی سید حفیظ علیؒ کے صاحبزادے تھے۔ خاندانی روایات اور شجرہ نویسی کے مطابق ان کا نام مستند ریکارڈ میں محفوظ ہے، تاہم ان کی نسل اور زندگی کی تفصیلی معلومات محدود انداز میں محفوظ رہ سکی ہیں۔

سید محبت علیؒ

سید محبت علیؒ بن سید نفیس علی شاہؒ خاندان کی جدید نسلوں کے اہم ترین بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ تقسیمِ ہند کے بعد آپ سندھ، پاکستان میں آباد ہوئے۔ آپ دینی مزاج، روحانی وابستگی، اہلِ بیتؑ سے محبت اور خاندانی شجروں کے تحفظ کے لیے معروف تھے۔ روایتوں کے مطابق آپ نے ہجرت سے قبل اپنے مشاجرات اور نسبی ریکارڈ اُوچ شریف میں جمع کروائے، جن کی بعد میں دربارِ عالیہ جلالیہ اُوچ شریف کے سجادہ نشینوں اور ماہرینِ انساب نے تصدیق کی۔

سید اُمید علی

سید اُمید علی، سید محبت علیؒ کے صاحبزادے تھے۔ خاندانی روایتوں کے مطابق ان کا ذکر درگاہی اور نسبی ریکارڈ میں محفوظ ہے۔ آپ کے بارے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی زندگی میں ہجرت، معاشی مشکلات اور خاندانی ذمہ داریوں کے باعث بہت سے علمی و تاریخی منصوبے مکمل نہ ہو سکے، تاہم خاندان میں ان کا ذکر عزت و احترام سے کیا جاتا ہے۔ سید شاہ زیب علی نقویبن سید قدیر علی نقوی بن سید امید علی بن سید محبت علی بن سید نفیس علی بن سید عاشق علی بن سید شاکر علی بن سید امیر علی شاہؒ۔ **حافظ سید شاہ زین علی نقوی** بن سید قدیر علی نقوی بن سید امید علی بن سید محبت علی بن سید نفیس علی بن سید عاشق علی بن سید شاکر علی بن سید امیر علی شاہؒ۔ سید شارق علی نقوی **بن سید قدیر علی نقوی بن سید امید علی بن سید محبت علی بن سید نفیس علی بن سید عاشق علی بن سید شاکر علی بن سید امیر علی شاہؒ۔** سید یوشع علی نقوی **بن سید قدیر علی نقوی بن سید امید علی بن سید محبت علی بن سید نفیس علی بن سید عاشق علی بن سید شاکر علی بن سید امیر علی شاہؒ۔** [1]

سید نیاز علی

سید نیاز علی بن سید محبت علیؒ خاندان کے اُن افراد میں شمار ہوتے ہیں جنھوں نے خاندانی شجرے، روایات اور نسبی معلومات کو محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔ روایتوں کے مطابق انھوں نے بچپن میں عربی و فارسی کے قدیم شجرے پڑھے تھے، جن کی بنیاد پر نسبی معلومات خاندان میں منتقل ہوتی رہیں۔ بعد میں جب قدیم نسخے دوبارہ پڑھے گئے تو بعض ناموں اور درمیانی نسلوں کی تصحیح بھی سامنے آئی، جس سے خاندان کے نقوی بخاری نسب کی مزید توثیق ہوئی۔

سید حفیظ علی شاہؒ بن سید نفیس علی شاہؒ سید محبت علی شاہؒ بن سید نفیس علی شاہؒ بن سید عاشق علی شاہؒ بن سید شاکر علی شاہؒ بن سید امیر علی شاہؒ بن سید حیدر شاہؒ بن سید قطب شاہؒ بن سید کبیر شاہؒ بن سید شمس الدین شاہؒ بن سید جہانگیر شاہؒ بن سید یار شاہ حیدرؒ بن سید شاہ نظام الدینؒ بن سید زین العابدینؒ بن سید علم الدینؒ بن سید سلطان جلال الدین حیدر نقوی البخاری لاہوریؒ بن سید صفی الدین بخاریؒ بن سید نظام الدینؒ بن سید علیم الدینؒ بن سید جلال الدین بخاریؒ بن سید ناصر الدین محمود بخاریؒ بن سید مخدوم جہانیاں جہانگشت بخاریؒ بن سید احمد کبیرؒ بن سید جلال الدین سرخ پوش بخاریؒ بن سید ابوالموید علیؒ بن سید جعفر ثالثؒ بن سید ابوالفتح محمدؒ بن سید محمودؒ بن سید ابی یوسف احمدؒ بن سید عبد اللہؒ بن سید علی الاشقرؒ بن سید جعفر الزکیؒ بن حضرت امام علی نقی علیہ السلام بن حضرت امام محمد تقی الجواد علیہ السلام بن حضرت امام علی رضا علیہ السلام بن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بن حضرت امام حسین علیہ السلام بن حضرت امام علی بن ابی طالب علیہ السلام۔[2]

یہ تمام بزرگانِ دین، علم و عرفان کے روشن مینار اور تصوف و روحانیت کے علمبردار رہے ہیں۔ ان کی تعلیمات میں محبتِ اہل بیتؑ، ولایتِ علیؑ اور امامیہ فکر کی جھلک نمایاں طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔ انھوں نے امت میں وحدت، معرفت اور عشقِ محمد و آلِ محمدؐ کو فروغ دیا۔

ان تمام جلیل القدر بزرگوں کی تفصیلی سوانح، کرامات اور روحانی مقامات تصوف، اثنا عشری تشیع، سادات کے انساب اور دیگر تاریخی و روحانی کتب میں دستیاب ہیں۔

روحانی وابستگی

آپ کے زمانے، اُس دور کے پنجاب، سندھ اور اتر پردیش کے اکثر علاقوں کے مذہبی ماحول اور آپ کی اولاد و نسل میں قائم طریقۂ کار اور دو طرفہ روایتوں سے یہ امر واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا تعلق سلسلۂ ذہبیہ یا سلسلۂ کبرویہ سے تھا تاریخی و نسبی شواہد سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نقوی بخاری سادات کی فکری و روحانی وابستگی ابتدا ہی سے اہلِ بیتِ اطہارؑ، ائمۂ اثنا عشرؑ اور واقعۂ کربلا کے اصولی تصورِ امامت سے گہری رہی ہے اگرچہ مختلف ادوار میں سیاسی دباؤ، سماجی حالات اور فقہی غلبے کے باعث ان میں سے بعض نے خود کو سنی یا صوفی شناخت کے تحت ظاہر کیا، تاہم ان کی داخلی اعتقادی ساخت، اہلِ بیتؑ سے ولائی نسبت، عزاداری اور امامی فکر سے وابستگی میں بنیادی فرق پیدا نہیں ہوا۔ اختلاف زیادہ تر ظاہری اظہار اور رسومات کی سطح پر رہا، نہ کہ اصولِ اہلِ بیتؑ سے انحراف کی صورت میں۔

خاندانی و تاریخی پس منظر

خاندانِ ساداتِ سید امیر علی شاہؒ ایک پوشیدہ، روحانی اور نسبی ورثے کا امین ہے جو مغلیہ دور کے آخری عہد کی طبی و روحانی خدمات، تقیہ، تصوف اور اہلِ بیتؑ سے والہانہ محبت کی بنیاد پر نسل در نسل منتقل ہوا سیّد امیر علیؒ مغلیہ سلطنت کے زوال پزیر دور (تقریباً اٹھارویں صدی کے اواخر تا انیسویں صدی کے اوائل) میں ایک شاہی طبیب کے طور پر معروف رہے خاندانی روایت کے مطابق آگرہ میں مہتاب باغ کے قریب ایک قطعۂ زمین سے ان کی نسبت بیان کی جاتی ہے، جہاں بعد کے زمانوں میں کالی سندلی مسجد قائم رہی تاہم تاریخی قرائن کی رو سے زیادہ قرینِ قیاس یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقام بطورِ تولیت، نگرانی یا محدود حقِ تصرف ان سے منسلک رہا ہو، نہ کہ قطعی اور مستقل جاگیر کے طور پر عطا ہوا ہو جبکہ خاندانی روایت میں یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ سید امیر علیؒ کے تصرف میں دیگر اراضیات بھی تھیں، جن میں سے ایک مقام پر ایک چھوٹی مسجد قائم تھی اس جگہ کی درست تعیین آج ممکن نہیں، تاہم بیانات کے مطابق وہاں غیر معمولی واقعات اور جنّات سے متعلق قصے منسوب کیے جاتے رہے اور کہا جاتا تھا کہ اس مقام پر صرف اسی خانوادے کے افراد کی آمد کو قبول کیا جاتا تھا۔ ان کے بعد نسل میں سید شاکر علیؒ صوفی بزرگ کے طور پر نمایاں ہوئے، جن کا سلسلۂ ذہبیہ یا سلسلۂ کبرویہ چشتیہ اور جلالیہ سلسلوں کے بزرگوں میں شمار کیا جاتا ہے خاندانی روایات کے مطابق آپ کسی روحانی سلسلے کے خلیفہ بھی رہے آپ نے اہلِ بیت علیہم السلام کی فقہی و اعتقادی روایت کو بنیاد بناتے ہوئے طریقت و تصوف کا راستہ اختیار کیا، مگر اپنے اصولی مکتب سے انحراف نہیں کیا فیروزآباد میں آپ کی موجودگی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خاندان کا مرکز عملی طور پر وہاں منتقل ہوا آپ کی تعلیمات میں اہلِ بیت اطہارؑ کی نسبت نمایاں تھی اور آپ کا رجحان اثنا عشری فکر کی طرف بیان کیا جاتا ہے بعض میں ملتا ہے کہ آپ سے روحانی مسائل میں رجوع کیا جاتا تھا اور آپ کے اقوال و افکار میں معرفت و ولایت کی جھلک محسوس کی جاتی تھی۔

سید امیر علیؒ کی زندگی کے بعض پہلو مکمل دستاویزی صورت میں محفوظ نہیں، تاہم نسلی تسلسل، روایت اور زمانی مطابقت کے اعتبار سے ان کی شخصیت ایک ایسے بزرگ طبیب کی صورت میں سامنے آتی ہے جو مغلیہ سلطنت کے آخری دور میں علمی و روحانی خدمات سے وابستہ رہے اور جن کی نسبت اہلِ بیتؑ سے جڑی ہوئی سمجھی جاتی ہے۔

ہجرت

ان کے بعد خاندان نے فرقہ وارانہ مظالم کی وجہ سے آگرہ، فیروزآباد سے ہجرت کی، جس میں سید محبت علیؒ اور سید حفیظ علیؒ کی جانیں بمشکل بچ سکیں۔ ان کی اولاد سندھ، پاکستان میں آ کر آباد ہوئی چند سال گزرنے کے بعد دونوں بھائیوں نے سلسلۂ قادریہ میں بیعت کی اور اس بیعتِ تصوف کے ذریعے آپ کا شجرۂ طریقت حضرت شیخُ الاسلام سید عبد القادر جیلانیؒ غوثِ پاک سے جا ملا، یوں آپ دونوں کی بیعت کا سلسلۂ طریقت انہی تک پہنچتا ہے۔

1990 کے قریب شجرہ نسب کا ایک حصہ چوری ہو گیا جو سب سے قدیم نسخہ تھا، مگر اس کی چند عربی و فارسی کی تحریریں اور دیگر نقلیں جو اردو میں منتقل ہو چکی تھیں وہ باقی رہیں لیکن سید محبت علی نے 1947 وقت ہجرت ہی اپنے مشاجرات اُوچ شریف میں جمع کروا دیے تھے، جب آپ علاج کے سلسلے میں لاہور گئے تو وہاں بھی نسب کی معلومات لکھوا کر جمع کرائی اور سید نیاز علی کو بتایا کہ ہمارے لوگ یہاں آباد ہیں جن کا علم ان کے بیٹوں کو بھی تھا سید محبت علیؒ کے ہاتھ سے لکھوا کر اُوچ شریف میں جمع کرایا گیا دربارِ کے سجادہ نشین خانوادۂ ساداتِ نقوی البخاری کو پہچان گئے بعد ازاں سید محبت علیؒ کی نسل سے تعلق قائم رہا اور اُوچ شریف کی قائم روایت کے مطابق بعد میں پیدا ہونے والی نسل کی بھی تصدیق کی جاتی رہی ہے شجرے کی اور ماہرینِ نسب کی تحقیق، خاندان کے تمام بزرگ، سجادہ نشین اور گواہان، جیسا کہ اُوچ شریف کے قدیم و محفوظ ریکارڈ سے بھی تصدیق ہوتی ہے اور یہی موقف نسل در نسل تسلیم کیا جاتا رہا ہے سیّد امیر علی شاہ کے صاحبزادے، سیّد شاکر علی نے تصوف پر بے انتہا بڑھ چڑھ کر کام کیا۔

حوالہ جات

"حضرت سید سلطان جلال الدین حیدر سہروردی لاہوری"۔ Scholars.pk۔ اخذ شدہ بتاریخ 13-05-2026

"Research Publication of Family of Saadat Naqvi"۔ Zenodo۔ اخذ شدہ بتاریخ 13-05-2026

"Research Publication of Family of Saadat Naqvi Archive Collection"۔ Internet Archive۔ اخذ شدہ بتاریخ 13-05-2026

"History of Naqvi Bukhari Saadat"۔ GitHub Pages۔ اخذ شدہ بتاریخ 13-05-2026

"انسابِ سادات"۔ Google Sites۔ اخذ شدہ بتاریخ 13-05-2026

"گلزارِ جلالیہ"۔ Blogspot۔ اخذ شدہ بتاریخ 13-05-2026

"Geneology of Sadaat"۔ YouTube۔ اخذ شدہ بتاریخ 13-05-2026

سید سلیم رضا بخاری (2026)۔ گلزارِ جلالیہ۔ اوچ شریف: مدینۃ السادات

سید ضمیر الحسن نقوی البخاری۔ نسب نامہ آلِ رسول ﷺ۔ ج دوم

سید خلیل احمد بخاری حسامی (1918)۔ مراتِ جلالی۔ الٰہ آباد

عبد الحق محدث دہلوی۔ اخبار الاخیار

شیخ اللہ دیا چشتی۔ سیر الاقطاب
